بسلسلہ صد سالہ خلافت احمدیہ جوبلی

حضرت میمونہ صوفیہ صاحبہ

المعروف ’اُستانی جی‘

لجنہ اماء اللہ

حضرت میمونہ صوفیہ صاحبہ

المعروف ’اُستانی جی‘

بشریٰ سمیع

بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم

خدا تعالیٰ کے فضل سے لجنہ اماء اللہ پاکستان کو صد سالہ خلافت جوبلی کے مبارک موقع پر بچوں کیلئے سیرت صحابیات پر کتب شائع کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔کوشش یہ کی گئی ہے کہ کتاب دلچسپ اور آسان زبان میں ہو، تا بچے شوق سے پڑھیں اور مائیں بھی بچوں کو فرضی کہانیاں سنانے کی بجائے ان کتب سے اپنے اسلاف کے کارنامے سنائیں تاکہ بچوں میں بھی ان جیسا بننے کی لگن پیدا ہو۔

خدا تعالیٰ قبول فرمائے۔آمین

حضرت میمونہ صوفیہ صاحبہ

المعروف ’اُستانی جی‘

پیارے بچو!

آج ہم آپ کو ایک صحابیہ کی بہت ہی دلچسپ کہانی سناتے ہیں۔ ہوا یوں کہ اِن صحابیہ کے دادا جب بیمار ہو گئے تو اُن کے بیٹے چوہدری حبیب احمد صاحب نے مختلف جگہ سے ان کا علاج کروایا لیکن افاقہ نہ ہوا۔

دراصل خدا کو اُن کے والد کی جسمانی شفاء کے ساتھ ساتھ چوہدری حبیب احمد صاحب کی روحانی شفاء بھی مقصود تھی۔ یہی وجہ تھی کہ جب کسی کے کہنے پر ایک حکیم سے دوا لینا شروع کی تو وہ پُڑیوں کی شکل میں تھی۔ چوہدری حبیب احمد صاحب پُڑیا کھول کر دوا تو والد صاحب کو کھلا دیتے اور وہ کاغذ جس میں دوا بند ہوتی پڑھنے لگ جاتے، چند ہی روز میں والد صاحب تو صحت مند ہو گئے لیکن بیٹے کو پُڑیوں کے کاغذ پڑھنے کی چاٹ لگ گئی۔

تمام ٹکڑوں کا چھپا ہوا مضمون ایک ہی بات کے متعلق تھا اور یوں بھی ٹکڑے جوڑنے پر صفحات بن جاتے تھے۔ سو آپ نے اس حکیم کے

پاس جا کر کہا کہ یہ صفحے کس کتاب کے ہیں؟ اور کیا تمہارے پاس باقی حصّہ ہے؟ حکیم صاحب نے چوہدری حبیب احمد صاحب کو 'براہین احمدیہ' حصّہ اوّل پکڑا دی۔ جس کو پڑھتے ہی انھوں نے بیعت کر لی۔ خدا تعالیٰ اپنے بندوں کی ہدایت کے لئے کیسے کیسے سامان کرتا ہے کہ حکیم صاحب کے لئے ردی کتاب ان کی ہدایت کا ذریعہ بنی۔

چوہدری حبیب احمد صاحب کی ایک بیٹی میمونہ خاتون صوفیہ المعروف 'استانی جی' تھیں۔

استانی میمونہ صوفیہ صاحبہ یکم جنوری 1900ء کو دودلی ضلع سہارنپور میں پیدا ہوئیں۔ آپ اللہ کے فضل سے پیدائشی احمدی تھیں۔ آپ سات سال کی عمر میں پہلی بار اپنی بڑی بہن محترمہ سکینہ صاحبہ کے نکاح کے موقعہ پر اپنے والدین کے ہمراہ قادیان گئیں۔

آپ کو قادیان کا پاک ماحول بہت پسند آیا۔ آپ تقریباً دو ماہ قادیان میں رہیں۔ 'گول کمرہ' میں رہنے کا شرف حاصل ہوا اور اِس طرح روزانہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت بھی نصیب ہوتی رہی۔

وطن واپس آ کر آپ کا وہاں دل نہ لگتا تھا اور قادیان واپس جانے کی دعائیں مانگا کرتی تھیں۔ آپ دعا کرتیں کہ مولیٰ کریم میری شادی قادیان میں کروا دے خواہ کسی غریب سے ہی کیوں نہ ہو، تا کہ اُس پاک ماحول میں

زندگی بسر کرنے کا موقعہ ملے۔ یہ دعا یقیناً سچے دل سے مانگی گئی تھی کیونکہ پندرہ سال کی عمر میں ہی استانی میمونہ صوفیہ صاحبہ، حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کے چہیتے شاگرد حکیم غلام محمد صاحب کی دلہن بن کر قادیان آگئیں۔

استانی میمونہ صوفیہ صاحبہ ایک کامیاب اور صاحبِ حیثیت تاجر کی لاڈلی بیٹی تھیں جس نے گھر میں ہر قسم کی فراخی دیکھی تھی لیکن اس نیک خاتون نے اِس فراخی کے بدلے دیارِ حبیب میں سادگی سے رہنے کو ترجیح دی۔

اللہ تعالیٰ نے استانی میمونہ صوفیہ صاحبہ کو ایک بیٹے غلام احمد عطا صاحب واقف زندگی اور ایک بیٹی صادقہ بیگم صاحبہ سے نوازا۔ وقت بہت سکون سے گزر رہا تھا لیکن اس نیک اور سادہ خاندان کے لئے اللہ تعالیٰ کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ آپ کے خاوند حکیم غلام محمد صاحب حضرت مصلح موعود کے ارشاد پر شدھی کی تحریک کو روکنے کے لئے مختلف دیہاتوں میں جاتے۔ ان سفروں کے دوران آپ بیمار رہنے لگے، ہر طرح کا علاج ہوا۔ استانی جی نے بہت خدمت کی لیکن خاطر خواہ فائدہ نہ ہوا۔ کمزوری بڑھ گئی تو حکیم غلام محمد صاحب نے اپنے مطب میں بیٹھنا بھی چھوڑ دیا۔

ایسے کڑے وقت میں اللہ تعالیٰ نے استانی جی کو بڑی جرأت سے یہ فیصلہ کرنے کی ہمت عطا کی کہ بڑے گھر کو کرایے پر اُٹھا کر چھوٹے گھر

میں شفٹ ہو گئے لیکن بیماری بڑھتی ہی گئی 22 فروری 1926ء کو الٰہی تقدیر پوری ہوئی اور حکیم صاحب اللہ کو پیارے ہو گئے۔

آپ کا وصیت نمبر 2 تھا اور آپ بہشتی مقبرہ قادیان میں دفن ہوئے۔ آپ کی قبر پر لگا کتبہ یہ کہہ رہا ہے کہ ''یہ آرام گاہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کے 'چہیتے شاگرد' حکیم مولوی غلام محمد صاحب کی ہے۔''

استانی میمونہ صوفیہ صاحبہ کے شوہر خود حکیم تھے۔ بیماری کے لمبا ہونے اور غالباً خواب کے ذریعے کچھ اشارہ ملنے پر وفات سے قبل اپنی بیوی اور اولاد کے بارے میں وصیت کر دی تھی۔ جس کی رو سے اور باہمی رضا مندی سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیٹے حضرت مرزا شریف احمد صاحب اُن کے ولی مقرر ہوئے۔

حکیم صاحب کی وفات کے بعد آپ نے فیصلہ کیا کہ جوان بیوہ اور چھوٹے چھوٹے بچوں کی نگرانی دور رہ کر کرنا مشکل ہے اس لئے استانی میمونہ صوفیہ صاحبہ کو محلّہ دارالفضل قادیان کے ذاتی مکان کو کرایے پر اُٹھا کر اُن کو اپنی کوٹھی کی چار دیواری کے اندر ایک علیحدہ حصّہ (independent portion) رہنے کے لئے دے دیا جس کا ایک دروازہ حضرت مرزا شریف احمد صاحب کی کوٹھی میں کھلتا تھا اور ایک باہر کی طرف۔

یوں استانی جی اور ان کے بچوں کو حضرت مرزا شریف احمد صاحب

اور ان کی اہلیہ بُو زینب بیگم صاحبہ کا سایہ اور تربیت بھی نصیب ہوئی اور خود مختار زندگی بھی۔

اِس سے قبل 1918ء سے ’مدرستہ البنات قادیان‘ میں ملازمت اختیار کر کے استانی جی نے پڑھانا شروع کر دیا تھا۔آپ طالبات کی علمی صلاحیت بڑھانے کے ساتھ ساتھ اُن کی دینی واخلاقی تربیت پر بھی بہت زور دیتی تھیں۔

قرآن مجید سے عشق کی حد تک پیار تھا اور بلند آواز میں خوش الحانی سے تلاوت کرنا اُن کا شوق تھا۔آپ نے اَن گنت لڑکیوں کو قرآن مجید پڑھایا۔آپ دور کھڑے ہوئے تلاوت کرنے والی بچی کے لبوں کی جنبش سے ہی تلفظ کی غلطی پکڑ لیتی تھیں۔آپ کو یہ شرف بھی حاصل تھا کہ گو آپ نے باقاعدہ حفظ نہیں کیا تھا محض کثرتِ تلاوت کا نتیجہ تھا کہ خدا کا کلام ذہن نشین ہو گیا تھا۔

دسمبر 1922ء میں حضرت مصلح موعود نے لجنہ اماءاللہ کی بنیاد رکھی تو آپ کو بھی ابتدائی 14 ممبرات میں شامل ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ جو عہد اِن ممبرات نے باندھا وہ آخر وقت تک نبھایا۔ یہ چودہ ممبرات نبیاد تھیں لجنہ اماءاللہ کی اور گویا اسے پہلی مجلسِ عاملہ بھی کہا جا سکتا ہے۔ان میں سے عہدار ارچُنی گئیں۔

استانی جی سب سے پہلی سیکرٹری مال تھیں اور 1961ء تک اِسی حیثیت سے کام کرتی رہیں۔سیکرٹری مال کے علاوہ ابتداء میں ہی آپ نے قادیان کے محلّہ دارالفضل میں بھی کام کیا۔لجنہ کے چندوں کے علاوہ تحریکِ جدید کا چندہ بھی بڑے خلوص اور لگن سے جمع کرتی تھیں۔آپ کی کوشش ہوتی کہ اپنے محلے کی فہرست سب سے پہلے اضافہ کے ساتھ پیش کریں۔اس پر سیکرٹری مال تحریکِ جدید اور خود حضرت مصلح موعود کی طرف سے کئی مرتبہ اظہارِ خوشنودی ہوا۔ 1925ء میں آپ نے مدرسۃ الخواتین میں تعلیم حاصل کی۔1930 میں مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا۔

آپ شروع سے ہی اچھی تقریر کر لیتی تھیں۔مدرسۃ الخواتین کے زمانہ میں تقاریر کی مشق کرواتی رہیں۔قیام پاکستان کے بعد لجنہ اماء اللہ مرکزیہ نے یہ محسوس کیا کہ لجنہ کی ممبرات کو اور بالخصوص مرکزی عہدہ داران کو تقاریر کرانے کی زیادہ سے زیادہ مشق ہونی چاہیے تاکہ وہ لجنہ کی تنظیم کو مضبوط کر سکیں اور احمدی خواتین کی تعلیم و تربیت کی جو اہم ذمہ داری ان پر عائد ہوتی ہے اُسے پوری طرح نبھا سکیں۔14 ممبرات پر مشتمل اِس کمیٹی کی ایک ممبر مکرمہ استانی میمونہ صوفیہ صاحبہ بھی تھیں۔(2)

استانی جی نے اپنی زندگی میں تمام جلسہ سالانہ میں شمولیت کی جب تک صحت رہی تقریباً ہر جلسہ سالانہ پر تقریر کرنے کا موقعہ ملا۔

استانی جی بہت جرأت مند خاتون تھیں۔اظہارِرائے کا خاص ملکہ رکھتی تھیں 1928ء کی مجلس مشاورت میں قادیان میں زنانہ ہوسٹل کھولنے کا معاملہ زیرِ بحث لایا گیا تو مستورات کو رائے کا اظہار کرنے کی دعوت حضرت مصلح موعود نے دی۔حضور کی اجازت ملنے پر باہمی مشورہ کے بعد استانی جی نے عورتوں کی نمائندگی کی۔

ایک اور موقعہ پر 1929 میں جب مجلس شوریٰ میں عورتوں کو حق نمائندگی دینے کی تجویز زیرِ بحث لائی گئی تو حضرت مصلح موعود نے پھر عورتوں کو بھی بولنے کی دعوت دی اور فرمایا:۔

''جو چاہیں بول سکتی ہیں،اب میں چار منٹ تک
انتظار کروں گا کہ کوئی عورت بولتی ہے یا نہیں''

اس پر استانی جی نے تقریر کی اور کہا کہ جب ہمارے لئے درس گاہیں اِس لئے کھولی جارہی ہیں کہ ہم علم حاصل کریں تو کیا یہ بات ہمارے لئے سدراہ نہ ہوگی کہ قوم ہمارے لئے فیصلہ کردے کہ عورتوں کو مجلس مشاورت کی نمائیدگی کا حق حاصل نہیں جب ہم عورتوں کے سامنے اپنے خیالات پیش کریں گی تو وہ جواب دیں گی کہ تمہارے مذہب نے تو تمہارے لئے مشورہ کا حق بھی نہیں رکھا اس لئے تمہاری بات ہم نہیں سُنتیں۔(3)

استانی جی کی آواز بہت بلند تھی اس لئے اکثر جلسوں میں اعلان کرنا

آپ کے سپرد ہوتا۔ لجنہ اماء اللہ کے قیام کے بعد حضرت مصلح موعود نے جلسہ سالانہ کے انتظامات کی ذمہ داری لجنہ اماء اللہ پر ڈالی جسے ممبرات لجنہ نے احسن طور پر نبھایا۔ اس جلسہ میں استانی جی نائبہ منتظمہ سٹیج وجلسہ گاہ تھیں۔(4)

حضرت مصلح موعود ہفتہ کے دن عورتوں میں قرآن کریم کا درس دیا کرتے تھے۔ ان دنوں درس سننے کے لئے بہت زیادہ عورتیں آیا کرتی تھیں کچھ عرصہ بعد جب مخالفت نے زور پکڑا اور ہر طرف سے مخالفین فتنہ اورشرارت پھیلا رہے تھے تو لجنہ نے فیصلہ کیا کہ اس درس کے موقعہ پر حفاظت کے لئے کچھ مستورات کی ڈیوٹی لگائی جائے جو کسی اجنبی یا مشتبہ عورت کو قریب نہ بیٹھنے دیں۔ چنانچہ جن خواتین کو مقرر کیا گیا ان میں ایک استانی جی بھی تھیں۔ اسی طرح حضرت مصلح موعود کے مستورات میں درس کے نوٹس لینے کے لئے دوسری خواتین کے ساتھ آپ کو بھی مقرر کیا گیا۔

حضرت سیدّہ اُمِّ متین صاحبہ فرماتی تھیں طالبات کی تربیت میں سب سے زیادہ اور نمایاں کردار استانی جی کا تھا۔ کسی کی ذرا سی بھی بُری حرکت برداشت نہ کرسکتی تھیں، اسی وقت ٹوک کر اصلاح کر دیتی تھیں۔ سکول میں ظہر کی نماز باجماعت پڑھاتی تھیں۔

حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی کتب کے امتحانات نظارت تعلیم کی طرف سے ہوتے تھے تو استانی جی سب طالبات کو بٹھا کر

کتاب پڑھایا کرتی تھیں۔نتیجہ نکلتا تو ان کی پڑھائی ہوئی طالبات کے نمبر خود ان سے زیادہ ہوا کرتے تھے۔

نصرت گرلز سکول میں قیام پاکستان کے بعد استانی جی لمبا عرصہ دینیات اور عربی پڑھاتی رہیں ۔آپ 1959 میں صدر انجمن احمدیہ کی ملازمت سے ریٹائر ہوئیں۔تو سکول کے سٹاف نے آپ کو الوداعی پارٹی دی۔اس پارٹی میں اجتماع پر آئی ہوئی بیرونی نمائندگان بھی شریک ہوئیں۔اس موقعہ پر ایک سونے کی انگوٹھی بطور تحفہ آپ کو پیش کی گئی۔

1939 میں خلافت جوبلی کے موقع پر جماعت احمدیہ لجنہ اماء اللہ کا جو جھنڈا بنا اس کا سوت کاتنے والی خوش قسمت بزرگ خواتین میں آپ کا نام بھی شامل ہے اسی موقعہ پر مستورات کے جلسہ میں حضرت مصلح موعود نے تشریف لا کر لوائے لجنہ لہرایا اور نعرے بھی لگوائے۔(5)

1939 میں ہی تحریکِ جدید کا آغاز فرمایا تو آپ نے اس کی اہمیت کو واضح کرنے کے لئے جلسہ کرنے کی تحریک بھی فرمائی استانی جی نے پر جوش انداز میں بہنوں کو تحریکِ جدید میں حصہ لینے کی طرف توجہ دلائی ۔نور ہسپتال قادیان کے لئے چندہ جمع کرنے کے لئے بھی جلسہ میں آپ نے چندہ کی تحریک کی۔

قادیان کی حفاظت کے لئے قادیان میں رہنے والے درویشوں

کی بیویوں اور بچوں کی دیکھ بھال اور رہائش کے لئے ربوہ میں 'دارالخواتین' بنایا گیا۔اس کی نگرانی کی ذمہ داری ادا کرنے والی خواتین میں سے ایک آپ بھی تھیں۔

1958 تا 1961 اور 1965 میں ربوہ میں لجنہ مرکزیہ کے زیرِ اہتمام تربیتی کلاس اور تعلیم القرآن کلاس کو بھی محترمہ استانی جی نے پڑھایا۔اس کے علاوہ لجنہ لاہور کی اور لجنہ فیصل آباد کی تربیتی کلاسوں میں بھی شرکت کی اور پڑھایا۔

اکتوبر 1952 کو حضرت سیدّہ اُمِّ ناصر صاحبہ نے لجنہ اماءاللہ مرکزیہ کے زیرِ انتظام قائم کردہ 'جنرل سٹور' کا افتتاح فرمایا تھا یہ سٹور محترمہ استانی جی کامیابی سے چلاتی رہیں اور ہر سال حصہ داران میں معقول منافع تقسیم کر دیا جاتا رہا۔ 1972 میں آپ کی خرابیٔ صحت کے باعث یہ سٹور بند کر دیا گیا۔

23 مئی 1952 کو لجنہ مرکزیہ نے فیصلہ کیا کہ چونکہ محترمہ استانی جی نصرت گرلز سکول سے ریٹائر ہوئی ہیں اس لئے انہیں لجنہ مرکزیہ کی انسپکٹرس کے عہدہ پر باقاعدہ تنخواہ دار کارکن کی حیثیت سے مقرر کیا جائے۔ چنانچہ اس عہدہ پر آپ کی تقرری عمل میں آئی اور آپ بطور انسپکٹرس مختلف مجالس لجنہ میں معائنہ اور دورہ کے لئے جانے لگیں اپنے دورہ میں آپ نئی لجنات

بھی قائم کرتی رہیں۔

قیام پاکستان کے بعد آپ قادیان سے ہجرت کر کے اپنی بیٹی محترمہ صادقہ لطیف صاحبہ کے پاس کراچی چلی گئیں۔ استانی جی کو صدر لجنہ اماء اللہ کراچی منتخب کیا گیا اور بیگم چوہدری بشیر احمد صاحب نائب صدر مقرر ہوئیں۔ 25 اپریل 1949 کو ربوہ میں نصرت گرلز سکول کا اجراء ہوا تو آپ کراچی سے ربوہ آ گئیں اس کے بعد وقتاً فوقتاً کراچی جاتی رہیں۔

31 مئی 1950 کو لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کے دفتر کی بنیاد رکھنے کے موقع پر آپ نے حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی (رفیق) بزرگ خاتون ہونے کی حیثیت سے اور لجنہ کی کارکن ہونے کی حیثیت سے دعا کے ساتھ بنیاد میں اینٹ رکھی۔

آپ خدمت خلق کے کاموں میں بھرپور حصہ لیتی رہیں۔ لجنہ کی طرف سے مستحقین کے لئے لحاف بنانے ہوتے یا عید کے موقع پر کپڑے تقسیم کرنے ہوتے تو کپڑا خرید کر لانے کی ذمہ داری آپ کے سپرد ہوتی جسے آپ احسن طور پر ادا کرتی رہیں۔ لجنہ مرکزیہ کے قیام کے 50 سال پورے ہونے پر کارکنات کو سندات خوشنودی دی گئیں تو آپ کا نام سرِ فہرست تھا۔

آپ نے حقیقت میں دین کو دنیا پر مقدم رکھ کر 1922 میں کئے

گئے عہد کو ہر ممکن طریق پر نبھایا اور بنیادی ممبرات لجنہ ہونے کا حق ادا کر دیا 19 جون 1980 کو تقریباً 80 سال کی عمر میں بھرپور زندگی گزارنے کے بعد اپنے مولائے حقیقی سے جاملیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے اور ہم سب کو آپ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے انتہائی جذبے سے دینی خدمات بجالانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

حضرت سیدہ اُمِّ متین صاحبہ نے آپ کے بارے میں فرمایا:۔

''آپ بہت عبادت گزار، شب بیدار اور بہت دعائیں کرنے والی خاتون تھیں۔ جوانی میں بیوہ ہوئیں۔ اپنی محنت سے کما کر اپنے اخراجات پورے کئے۔ کبھی کسی سے مدد لینا گوارہ نہ تھا۔ اولاد کی نیک تربیت کی، ایک بیٹا ہونے کے باوجود اسے دین کی خاطر وقف کیا۔ قدرت ثانیہ کا بے حد احترام تھا۔ کوئی اعتراض برداشت نہ کرسکتی تھیں بڑی سادہ اور پاکیزہ زندگی گزاری مردانہ وار ساری مشکلات کا مقابلہ کیا اور حقیقت میں وہ کام کئے جو ایک مرد کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اچھا حافظہ عطا فرمایا تھا۔ قرآن مجید کثرت سے پڑھتی تھیں۔ آخری عمر میں قرآن پاک کا اکثر حصہ حفظ ہو چکا تھا۔ قول اور فعل میں کوئی تضاد نہ تھا غرض کہ وہ پوری شان کے ساتھ اپنی زندگی بسر کر کے اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو گئیں۔''

آپ کی نواسی بشریٰ سمیع صاحبہ آپ کے بارے میں لکھتی ہیں کہ:۔

''میں نے جب سے ہوش سنبھالا امّاں جی کو لجنہ کے سلسلہ میں دوروں پر جاتے دیکھا، ایسے ہی ایک موقعہ پر میں بھی ان کے ساتھ تھی۔ ضلع فیصل آباد کی ایک دیہاتی مجلس میں ہم پہنچے، وہاں ہمارا بہت محبت سے استقبال ہوا۔

امّاں جی نے سب عورتوں اور بچیوں کو نماز اور قرآن شریف کی تلاوت کی تلقین کی۔عورتوں کے مسائل بھی سنے اور پھر تمام رات اپنی عبادت میں ان کے لئے دعا گو رہیں دینی تربیت کے ساتھ ساتھ دنیاوی تربیت کے ہر پہلو پر آپ گہری نظر رکھتیں۔

یتیم بچیوں کو تعلیم دلوا کر بر وقت شادیاں کروانے کا امّاں جی کو جنون تھا۔ مستحقین کے مطالبات اپنی توفیق سے بڑھ کر پورے کرتیں اور ہم بچے، بچیوں کو بھی اس کارِ خیر میں حصہ لینے کی ترغیب دیتیں اور برملا کہتی تھیں کہ میں مستحق کا نام پتہ نہیں بتاؤں گی کیونکہ میں نہیں چاہتی کہ اُس کی نظر تم لوگوں کے سامنے نیچی ہو۔ یوں ہی مدد کر سکتے ہو تو کرو، ورنہ اللہ مالک ہے پھر مدد کا انداز بھی ایسا پیارا کہ دائیں ہاتھ کو دیتیں تو بائیں ہاتھ کو خبر نہ ہوتی۔

میری پیاری امّاں جی کو اگر عالم باعمل کہا جائے تو کچھ غلط نہ ہو گا سچ سے پیار تھا ، سچ کہتے ہوئے ڈرتی نہ تھیں خواہ کوئی بھی ہو۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے ایک دفعہ ہماری فیملی ملاقات میں خصوصاً مجھ سے کہا کہ ''آپ اس نانی کی نواسی ہیں جو خلیفۂ وقت کے سامنے بھی حق کہتے ہوئے کبھی نہیں گبھرائیں اور جن کے سامنے بات کرتے ہوئے مجھے بھی علم ہوتا ہے کہ اگر انجانے میں بھی کوئی غلطی ہوگئی تو استانی جی اس کی نشاندہی ضرور کردیں گی۔''

آپ کی سچ بولنے کی بے باکی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے لئے تھی نہ کہ تنقید کے لئے۔ خلافت اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے محبت اور عقیدت انتہا کو پہنچی ہوئی تھی۔ ہم سب بچوں کو باربار خواتین مبارکہ سے ملواتیں۔

امّاں جی کو صاحبزادی امتہ الرشید بیگم صاحبہ بنت حضرت مصلح موعود کی رضائی والدہ ہونے کا شرف بھی حاصل تھا۔ خدا تعالیٰ کے فضلوں نے ان کو ہر دم عاجزی وانکساری میں بڑھایا۔ آپ میں ثابت قدمی اور توکل الی اللہ بھی بہت تھا۔

ایک موقعہ پر جب بچپن میں آپ کے اکلوتے بیٹے غلام احمد عطا سخت بیمار ہوگئے اور بچنے کی کوئی اُمید نہ رہی تو آپ نے خواب میں دیکھا

کہ ان کو ذبح کر رہی ہوں ۔آنکھ کھلتے ہی ظاہری قربانی بکرا ذبح کر کے تو کر دی لیکن حضرت مصلح موعود کے ارشاد کے مطابق زندگی بھی وقف کر دی ۔ پھر اس قابل اور فرمانبردار بیٹے نے بھی تا دم آخر اِس وقف کو احسن طریق سے نبھایا۔

بڑے ہونے کے بعد جب ہم امّاں کو ملنے جاتے تو دیکھ کر آبدیدہ ہو جاتیں ۔ ہر ایک کو کوئی نہ کوئی تحفہ دے کر دعاؤں کے ساتھ رخصت کرتیں ۔صلہ رحمی کا جو تصور آپ کے ہاں تھا اس کی مثال کم ہی ملتی ہے۔ تقسیمِ ہند کے وقت پاکستان آنے سے پہلے اپنے میاں کے رشتہ داروں کو زمین اور اس کے کاغذات دے آئیں اور پاکستان آ کر اس کے عوض کچھ نہ لیا۔اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ قربانی قبول کی اور بدلے میں بہت نوازا۔‘‘

لجنہ اماء اللہ کی تاریخ میں استانی میمونہ صوفیہ صاحبہ کا نام ہمیشہ زندہ رہے گا اور آپ کی قربانیاں ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔

حوالاجات

(1) مصباح 1980 (صفحہ 25)

(2) تاریخِ لجنہ جلد دوئم (صفحہ 224-223)

(3) تاریخِ لجنہ جلد اوّل (صفحہ 239)

(4) ہراول دستہ (صفحہ 106)

(5) ہراول دستہ (صفحہ 110)

حضرت میمونہ صوفیہ صاحبہ المعروف ’ اُستانی جی ‘

(Hadhrat Memona Sofia Sahiba)

Urdu

by Bushra Sami

Published in UK in 2009

Published by:
Islam International Publications Ltd.
'Islamabad' Sheephatch Lane,
Tilford, Surrey GU10 2AQ,
United Kingdom.

Printed in U.K. at:
Raqeem Press
Sheephatch Lane
Tilford, Surrey
GU10 2AQ